اردو گرامر کی تشکیل نو: اردو، عربی، انگریزی اور فارسی میں معرفہ اور نکرہ کا تقابلی جائزہ

محمد نذیر (نذیر بیسپا)*

زبان انسانوں کے باہمی رابطے اور معلومات کے تبادلے کا ایک مربوط نظام ہے جو کلامی، اشاری یا تحریری مواد پر مشتمل ہوتا ہے۔ لسانیات کے ماہرین کے مطابق زبان ایک غیر تحریری سماجی معاہدے کے تحت وجود میں آتی ہے جو اس زبان کے بولنے والے افراد کے بیچ بامعنی رابطے کو ممکن بناتی ہے اور یہی غیر تحریری سماجی-لسانی معاہدہ بعد میں قواعد زبان کہلاتا ہے۔ اہل زبان کو ان لسانی اصول و ضوابط کا علم ہونا ضروری نہیں ہے لیکن یہ قواعد جہاں غیر اہل زبان کو کوئی زبان سیکھنے میں معاون ہوتے ہیں وہیں اس زبان کو ایسے انحرافات اور غیر علمی تغیر و تبدل سے بھی بچاتے ہیں جو زبان کی تفہیم اور ترویج میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں۔ اسی لیے قواعد کے ماہرین زبان میں ہونے والے صوتی، صرفی، معنوی اور ساختیاتی بدلاؤ پر گہری نظر رکھتے ہیں تاکہ زبان کو راہ راست پر رکھا جاسکے۔ ابواللیث صدیقی اپنی کتاب جامع القواعد میں اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> کسی زبان یا بولی کی پیدائش یا اس کی ابتدائی نشو و نما قواعد و ضوابط اور اصولوں کی مرہون منت نہیں ہوتی، بلکہ زبان کی نشو و نما کے ایک خاص دور میں یہ قواعد اور اصول آہستہ آہستہ متعین ہوتے ہیں اور خود بولی جانے والی زبان سے ماخوذ و مستخرج ہوتے ہیں۔ ہاں جب ایک مرتبہ یہ مرتب اور واضح ہو جاتے ہیں تو پھر ایک معیار اور سند کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔[۱]

زبان کے اصول و ضوابط پر مبنی علم کو اردو میں ''قواعد زبان''، فارسی میں ''دستور زبان''، عربی میں ''قواعد لغۃ'' اور انگریزی میں ''گرامر'' کہا جاتا ہے۔ جہاں تک اردو زبان کے قواعد کے آغاز و ارتقا کا تعلق ہے تو محققین کا ماننا ہے کہ اردو کی اوّلین قواعد ایک مقامی عالم نے ۱۶۷۶ء میں ضمنی طور پر اپنی فارسی کی تصنیف میں تحریر کیے تھے البتہ سب سے پہلی مستقل قواعد کی کتاب ایک یورپی باشندے نے تصنیف کی تھی۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل اس بارے 1

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، جامعہ کراچی۔

میں لکھتے ہیں:

دستیاب شواہد کی روشنی میں اس بات پر اب قریب قریب اتفاق ہے کہ اردو کے اولین قواعد مقامی علماء میں سے میرزا فخر الدین محمد (میرزا جان ابن فخر الدین محمد خان) نے اپنی ہمہ موضوع فارسی تصنیف تحفتہ الہند میں تحریر کیے تھے جو اگرچہ ۱۶۷۶ء سے قبل کی تصنیف ہے لیکن مصنف نے اس میں اپنے مربی اعظم شاہ (۱۷۰۷)، فرزندِ اورنگ زیب عالم گیر (۱۶۵۸ء۔۱۷۰۷ء) کی خوشنودی یا ایماپر، جو برج بھاشا کا سرپرست بتایا جاتا ہے، ۱۷۱۱ء میں اضافہ کر کے لغت اور یہ قواعد شامل کیے تھے۔ قواعد کے ضمن میں مقامی علما کی جانب سے یہ دستیاب اولین کاوش تھی لیکن یورپی افراد کی جانب سے یورپی زبانوں میں اردو اور مقامی زبانوں کے قواعد لکھنے کا سلسلہ بھی آس پاس کے عرصے میں جاری تھا بلکہ اگر تحفتہ الہند کے حصہ قواعد کی تصنیف کا سال ۱۷۱۱ء کو مان لیا جائے تو اردو کے اولین قواعد ایک یورپی باشندے جون جوسوا کیٹیلار (Joan Josua Ketelaar) نے ۱۶۹۸ء میں لکھے تھے۔ یہ کیٹیلار ہی تھا جس نے بعد کے عرصے میں دیگر مستشرقین کو اس راہ پر گامزن ہونے کی تحریک دی۔[۲]

ابو اللیث صدیقی نے اپنی کتاب جامع القواعد میں ۲۰ سے زیادہ یورپی مصنفین کا ذکر کیا ہے جنھوں نے اٹھارہویں صدی کے اواخر تک یورپی زبانوں میں اردو قواعد پر کام کیا ہے۔(ص ۱۵۵-۱۶۹)ان کے مطابق:

انیسویں صدی میں پہلی بار خود اردو بولنے والے اردو قواعد کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سلسلے میں پہلا کارنامہ انشاءاللہ خان انشا کی دریائے لطافت ہے۔[۳]

اردو کی ابتدائی قواعد زیادہ تر یورپی مصنفین نے تیار کی ہے اور جو مقامی طور پر لکھی گئی ہے وہ فارسی اور عربی کے پیروی میں ہے۔ مولوی عبدالحق کے مطابق انشاءاللہ خان انشاء نے پہلی بار اس میں جدت لانے کی کوشش کی ہے۔ مولوی عبدالحق نے دریائے لطافت کے مقدمے میں اس جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سید انشاء پہلے شخص ہیں کہ جنھوں نے عربی فارسی زبان کا تتبع چھوڑ کر اردو زبان کی ہیئت و اصلیت پر غور کا اور اس کے قواعد وضع کیے۔[۴]

ڈاکٹر ظفر اقبال نے اپنے مقالہ اردو قواعد کا آغاز وارتقا میں اہم ترین کتب قواعد کا ذکر کیا ہے اور مولوی فتح محمد جالندھری کی مصباح القواعد، مطبوعہ ۱۹۰۴ء، مولوی عبدالحق کی قواعد اردو مطبوعہ ۱۹۱۴ء،

مولوی زین العابدین کی آئین اردو مطبوعہ ۱۹۲۶ء،ابواللیث صدیقی کی جامع القواعد (حصہ صرف) مطبوعہ ۱۹۷۱ء، ڈاکٹر غلام مصطفی خان کی جامع القواعد (حصہ نحو) کو اوّلیت اور اہم قرار دیا ہے جب کہ جدید لسانی رجحانات اور اردو قواعد کے ضمن میں جدید تحقیقات کے حوالے سے عصمت جاوید کی نئی اردو قواعد مطبوعہ ۱۹۸۱ء، ڈاکٹر اقتدار حسین کی اردو صرف و نحو مطبوعہ ۱۹۸۵ء، ڈاکٹر شوکت سبزواری کا نامکمل منصوبہ اردو قواعد مطبوعہ ۱۹۸۲ء اور ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ کی کتاب بنیادی اردو قواعد مطبوعہ ۲۰۱۰ اردو قواعد کے میدان میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔[۵]

بیسویں صدی کے آغاز میں زیادہ علمی انداز میں اردو قواعد کے حوالے سے تصنیفات کا سلسلہ شروع ہوا اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ کتابیات قواعد اردو مرتبہ سلمان شاہ جہاں پوری مطبوعہ ۱۹۸۵ء کے مطابق ۶۵۱ مستقل کتب و مضامین دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہوئی ہیں۔ یقیناً بعد کے ۴۰ برسوں میں بھی درجنوں قواعد کی کتابیں شائع ہوئی ہوں گی جن کے بارے میں میری معلومات ناقص ہیں۔ مذکورہ کتاب میں شامل کتابیات کا خلاصہ درج ذیل جدول میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:[۶]

نمبر شمار	زبان	صرف	نحو	صرف و نحو	متفرق	کل
۱	اردو	۱۸	۱۳	۲۰۰	۴۰	۲۷۱
۲	اطالوی	۰	۰	۳	۰	۳
۳	انگریزی	۹	۰	۸۸	۱۳۲	۲۲۹
۴	جرمن			۱۱		۱۱
۵	روسی			۲۶		۲۶
۶	عربی			۲		۲
۷	فرانسیسی			۱۱		۱۱
۸	لاطینی			۵		۵
۹	دیگر زبانیں			۸		۸
۱۰	مقالات					۸۵
						۶۵۱

اس اجمال سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ اردو قواعد کے حوالے سے عددی لحاظ سے کافی کام ہوا ہے لیکن دوسری جانب اگر ہم مقدار کے بجائے معیار کا جائزہ لیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ اردو زبان کی قواعد ابھی تک عربی کے لسانی اصول و ضوابط اور اصطلاحات سے مکمل طور پر باہر نہیں آسکی ہے اور متقدمین کی ابتدائی کاوشوں کے بعد اس ضمن میں تتبع و تکرار کے علاوہ قابل ذکر کام بہت کم ہوا ہے اور اس میں جدت اور موجود اسقام کو دور کرنے کے لیے بھی خاطر خواہ اقدامات نہیں کیے گئے ہیں۔ راقم چوں کہ فارسی زبان وادب کا ایک ادنی طالب علم ہے اور دونوں زبانوں کی تدریس کا ایک وسیع تجربہ رکھتا ہے لہذا یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہے کہ اگرچہ فارسی اور اردو دونوں قواعد و اصطلاحات عربی کے تتبع میں مرتب ہوئے ہیں لیکن فارسی میں اصطلاحات کی تعریف میں سقم نہیں ہے اور اگر ہے تو فارسی لسانی ماہرین ان کی اصلاح و تجدید کا کام مستقل کرتے رہتے ہیں لیکن بد قسمتی سے اردو میں بعض ابہامات اور مغالطے نسل در نسل منتقل ہو رہے ہیں جن کی درستی کا کسی کو خیال نہیں ہے جن کی وجہ سے نئی نسل اردو قواعد کی پیچیدہ اور مبہم تعاریف میں الجھ کر مغالطے کا شکار ہو جاتی ہے۔

گذشتہ دو صدیوں میں علم لسانیات نے بہت ترقی کی ہے اور زبانوں کی درجہ بندی کے ساتھ ساتھ لسانیات کے بہت سے پہلوؤں کو واضح کیا ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اردو کی درسی اور توضیحی قواعد زبان کو بھی از سر نو مرتب و مدون کیا جائے اور بعض بنیادی دستوری اصطلاحات کی تصحیح کے لیے سنجیدہ اقدامات کیے جائیں کیوں کہ اردو قواعد کی کئی اصطلاحات اب بھی بہت مبہم اور عربی قواعد سے متاثر ہیں۔ مثلاً اردو میں اب بھی "کلمہ" کی اقسام پر قواعد نویس متفق نہیں ہیں کوئی اس کی تین، کوئی سات، کوئی نو اور کو بعض تیرہ اقسام گنواتے ہیں۔ اسی طرح "مشتق و جامد"، "معرفہ و نکرہ" اور "عام و خاص" کی مروجہ تعریفوں میں ابہام پایا جاتا ہے۔

اس مقالے کی تالیف کا محرک بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ ایک دن میں اپنی بیٹی کی درسی کتاب نردبان اردو، ورک بک ۳ کا جائزہ لے رہا تھا جو معروف اشاعتی ادارہ آکسفرڈ پریس نے شائع کی ہے۔ اس کتاب میں اسم کی تعریف کے بعد اس کی اقسام کے ذیل میں اسم کی دو قسمیں اسم معرفہ اور اسم نکرہ بیان کی گئی تھیں اور ساتھ ہی بالترتیب قوسین میں اسم خاص اور اسم عام تحریر کیا گیا تھا اور تعریف میں بھی اسم نکرہ کو عام شخص، چیز، جگہ یا جانور جب کہ اسم معرفہ کو خاص شخص، چیز، جگہ یا جانور قرار دیا گیا تھا۔[۲] اسم معرفہ و نکرہ کو اسم خاص و عام قرار دیا جانا میرے لیے تعجب کی بات تھی کیوں کہ میری تحقیق اور تدریسی تجربے کی بنیاد پر یہ تعریف درست نہیں تھی، لہذا اس ابہام کو دور کرنے اور ان اصطلاحات کی ایک درست تعریف متعین کرنے کی غرض سے راقم نے مزید تحقیق کی اور آج اپنی تحقیقات کے خلاصے کو اس مقالے کی شکل میں اہل دانش کے سامنے رکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

چوں کہ ایک مختصر مقالے میں اردو قواعد کی تمام مبہم جہات کا ذکر کرنا اور ان کی درست تعریف معین کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے اس مقالے کو صرف اسم معرفہ اور اسم نکرہ سے مخصوص کیا گیا ہے۔ اس مقالے کی تالیف میں عربی، انگریزی، فارسی اور اردو کے دستیاب منابع و مآخذ سے بالترتیب استفادہ کیا گیا ہے۔ عربی اور فارسی کی منقول عبارات کا حواشی میں اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ چاروں زبانوں میں رائج معرفہ و نکرہ کی تعریفوں کے باہمی تقابلی جائزے کے بعد اردو تعریف میں موجود سقم اور ابہام کی نشان دہی کی گئی ہے اور آخر میں اپنی مجوزہ تعریف بھی شامل کی ہے۔ اصل موضوع اگرچہ معرفہ و نکرہ کی تعریف کا جائزہ لینا ہے لیکن ان اصطلاحات کو عام طور پر اسم خاص و اسم عام کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے اس لیے ان دونوں اصطلاحات کو بھی ضمنی طور پر بحث میں شامل رکھا گیا ہے۔

اردو اور فارسی دونوں میں اکثر قواعد زبان کی اصطلاحات عربی سے لی گئی ہیں اور اکثر تعریفات بھی عربی زبان سے ہی لی گئی ہیں لیکن حیرت کی بات ہے کہ معرفہ اور نکرہ کے ضمن میں عربی میں ایک واضح اور منطقی تعریف موجود ہونے کے باوجود اردو میں غیر منطقی اور غیر علمی تعریف بیان کی گئی تھی۔ اگرچہ اب فارسی قواعد بھی عربی سے اخذ شدہ ہیں لیکن اردو معرفہ نکرہ سمیت کئی اصطلاحات کی مبہم اور غلط تعریف رائج ہو گئی ہے۔

اگر ہم عربی فرہنگوں لغات اور کتب قواعد کی طرف رجوع کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اصل عربی کی کتابوں میں معرفہ سے مراد ''معین'' اور نکرہ سے مراد ''غیر معین'' لی گئی ہے لیکن اردو میں معین اور غیر معین کے بجائے خاص اور عام کی اصطلاح وضع کی گئی ہے حال آں کہ لغوی اعتبار سے معین اور غیر معین شے عام بھی ہو سکتی ہے اور خاص بھی۔ ابو البرکات انباری اپنی کتاب أسرار العربیة کے باب ۵۳ میں معرفہ و نکرہ کی تعریف اور فرق کو ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> فإن قيل: ما حدُّ النكرة والمعرفة؟ قيل: حد النكرة ما لم يخص الواحد من جنسه؛ نحو 'رجل، وفرس، ودار' وما أشبه ذلك، وحدُّ المعرفة ما خص الواحد من جنسه. [الفرق بين النكرة والمعرفة] فإن قيل: فبأي شيءٍ تُعتبر النكرة من المعرفة؟ قيل: بشيئين؛ أحدهما: دخول الألف واللام؛ نحو: الفرس، والغلام، ودخول 'رب' عليها؛ نحو: رُبّ فرس وغلام، وما أشبه ذلك۔[۸]

محمد علی السراج اپنی کتاب اللباب في قواعد اللغة وآلات الأدب النحو والصرف والبلاغة والعروض واللغة والمثل کے باب پنجم في النكرة والمعرفة میں لکھتے ہیں:

النكرةُ: ما لا يفهم منه معين كإنسان و قلم، ويقبل أل كالدواة. المعرفةُ: غير ذلك[9]

اسی طرح جامعة القدمات کتاب الهداية میں معرفہ ونکرہ کی جو تعریف درج ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

المعرفة اسم وضع لشیء معين ... والنكرة ما وضع لشیء غير معين ک: رجلٌ وفرسٌ۔[10]

سعید الافغانی نے کتاب الموجز في قواعد اللغة العربية میں معرفہ ونکرہ کی درج ذیل تعریف کی ہے:

كل اسم دل على معيّن من أفراد جنسه فهو معرفة مثل: أنت، وخالد، وبيروت، وهذا، والأمير، وشقيقي. وما لم يدلّ على معيّن من أفراد جنسه فهو نكرة مثل: رجل، وبلد، وأمير، وشقيق،[11]

مذکورہ بالا چاروں عربی قواعد میں معرفہ اور نکرہ کی جو تعریف دی گئی ہے اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ''نکرہ'' وہ اسم ہے جو غیر معین شخص، چیز، جگہ یا حیوان کے لیے بولا جائے جیسے کوئی /ایک مرد (رجلٌ)، ایک کتاب (کتابٌ)، ایک گھوڑا (فرسٌ)، ایک شہر (مدینۃٌ) وغیرہ جب کہ ''معرفہ'' وہ اسم ہے جو معین و مقرر شخص، چیز، جگہ یا حیوان کے لیے بولا جاتا ہے جیسے مرد (الرجل)، کتاب (الکتاب)، ایک گھوڑا (الفرس)، ایک شہر (المدینۃ) وغیرہ۔ معرفہ و نکرہ کی مثالوں پر غور کرنے پر یہ واضح ہوتا ہے کہ اسم عام ''نکرہ'' بھی ہو سکتا ہے اور ''معرفہ'' بھی البتہ اسم خاص ہمیشہ معرفہ ہوتا ہے۔

عربی قواعد پر اردو میں بھی درجنوں کتابیں موجود ہوں گی البتہ میری دسترس میں صرف ''عربی کا معلم'' ہے جو عبد الستار خان کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے اگرچہ معرفہ اور نکرہ کی تعریف کے ضمن میں ''عام'' اور ''خاص'' کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن مثالوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص وعام سے ان کی مراد وہی معین و غیر معین ہے کیوں کہ ان مثالوں میں ''رجلٌ والرجل'' اگرچہ ''اسم عام'' ہے لیکن معرفہ و نکرہ دونوں صورتوں میں مستعمل ہیں۔

''نکرہ وہ اسم ہے جو عام چیز پر بولا جائے: رجلٌ (مرد)۔ اس لفظ کو خاص مرد نہیں سمجھا جاتا بلکہ ہر ایک اور کسی ایک مرد کو ''رجلٌ'' کہہ سکتے ہیں۔ ''طیبٌ'' (اچھا)۔ اس سے خاص اچھی چیز نہیں سمجھی جاتی بلکہ ہر ایک اور کسی ایک اچھی چیز کو ''طیبٌ'' کہہ سکتے ہیں۔ معرفہ

وہ اسم ہے جو خاص چیز پر بولا جائے: زیدٌ (ایک خاص مرد کا نام)، مکۃُ (ایک خاص شہر کا نام)،الرجلُ (مخصوص مرد)۔[12]

عربی قواعد کے اسم معرفہ و نکرہ(definite and indefinite)[13] کو اردو میں اسم عام و اسم خاص کے مترادف لیا گیا ہے جب کہ اسم عام و خاص(proper and common) مختلف زمرے میں آتے ہیں۔ عربی میں اسم نکرہ کے لیے آخری حرف پر ''تنوین'' آتا ہے جب کہ اسم معرفہ اگر اسم خاص نہیں ہے تو شروع میں ''ال'' تعریف لگا کر معرفہ بنایا جاتا ہے جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عربی میں اسم خاص کو ''اسم العلم'' اور اسم عام کو ''اسم الجنس'' کہا جاتا ہے؛ جیسا کہ مشہور دائرۃ المعارف موسوعة كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم میں بتایا گیا ہے:

> العلم: [في الانكليزية Proper name] بفتح العين واللام عند النحاة قسم من المعرفة، وهو ما وضع لشيء بعينه غير متناول غيره بوضع واحد. فقولهم لشيء بعينه أي متلبس بعينه أي لشيء معيّن شخصا كان وهو العلم الشخصي كزيد، أو جنسا وهو العلم الجنسي، وعلم الجنس والعلم الذهني كأسامة.[14]
>
> اسم الجنس: [في الانكليزية Common noun] هو عند النحاة ما وقع في كلّ تركيب على شيء وعلى كل مشارك له في الحقيقة على سبيل البدل أو الشمول، اسم عين كان كصرد أو معنى كهدى، جامدا كان أو مشتقا، ومنه أسماء العدد، وهو أعم مطلقا من النّكرة لأنه قد يكون نكرة كرجل وقد يكون معرفة كالرجل، والنكرة لا تكون إلّا اسم جنس ومن وجه من المعرفة لصدقهما على الرجل وصدق اسم الجنس فقط على رجل، وصدق المعرفة فقط على زيد.[15]

عربی قواعد کی انگریزی میں اسم معرفہ و نکرہ(definite and indefinite) اور اسم عام(common noun) و اسم خاص(proper noun) الگ الگ اصطلاحات ہیں۔ انگریزی میں معرفہ و نکرہ اسما کو حرفی علامتوں کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے جیسے معرفہ (Definite) سے "the" اور نکرہ(indefinite) سے پہلے "a" or an کا اضافہ کیا جاتا ہے جن کو آرٹیکل کہا جاتا ہے اور یہ عربی کے ''ال'' تعریف اور ''تنوین'' کے مترادف ہیں۔

انگریزی کی مشہور فرہنگ کیمبرج میں اسم کے باب میں نکرہ اور معرفہ کی علامتوں (Determiners) کے حوالے سے درج ہے:

> A/an and the" are articles. They are a type of determiner and they go before a noun. 'A/an' before a noun shows that what is referred to is not already known to the speaker, listener, writer and/or reader (it is the indefinite article): Do you have a car? A: Do you live in a house? B: No, actually, I live in an apartment. … 'The' before a noun shows that what is referred to is already known to the speaker, listener, writer and/or reader (it is the definite article): Where did we park the car? (The speaker and the listener know what car is being referred to[۱۶]

اسی طرح قواعد کی کتابوں میں بھی وضاحت کے ساتھ ان اصطلاحات کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ پاکستان میں طبع شدہ قواعد کی ایک کتاب میں معرفہ و نکرہ کی ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

> "A" and "an" are called Indefinite Articles because they leave indefinite object spoken of. For example: A Doctor: any doctor. An Orange: any orange.
>
> "The" is called the definite article because it refers to a special or particular thing. For example: The doctor: a particular doctor. The Orange: A Particular orange.[۱۷]

انگریزی میں چوں کہ اصطلاحات میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ لہذا انہی دو حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ البتہ اپنے بنیادی سوال یعنی معرفہ و نکرہ کی تعریف میں موجود ابہام کو دور کرنے کے لیے انگریزی اسم خاص اور اسم عام (proper noun and common nouns) کی دی گئی تعریف بھی شامل کی جاتی ہے تاکہ ان کے فرق کا تعین کیا جا سکے۔

مذکورہ بالا کیمبرج لغت میں اسم خاص اور اسم عام (Proper Noun and Common noun) کی تعریف بالترتیب کچھ یوں ہے:

Proper Nouns: (In grammar) the name of a particular person, place, or thing that is spelled with a beginning capital letter: "San Francisco" and "White House" are proper nouns[18].

Common Noun: a noun that is the name of a group of similar things, such as "table" or "book", and not of a single person, place, or thing[19]

مذکورہ بالا قواعد میں بھی تھوڑی لفظی تبدیلیوں اور مثالوں کے فرق کے ساتھ اسی تعریف کو بیان کیا گیا ہے؛ جیسا کہ:

A proper Noun is the special word (or name), what we use for a Person, Place, or organization, like: Ahmed, Mariam, Lahore, Faisalabad, or Sony. A name is a noun, but a very special noun- a proper noun. Proper nouns have special rules. A proper noun is the opposite of a common noun."[20]

"A common Noun is a noun referring to a person, place of thing in a general sense-usually, you should write it with capital letter only when it begins a sentence. A common noun is the opposite of a proper noun.

In each of the following sentence, the common nouns are highlighted:

According to the sign, the nearest town is 60 miles away."[21]

درج بالا تعریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انگریزی میں بھی اسم خاص و عام نوعیت کے لحاظ سے معرفہ و نکرہ سے مختلف ہیں۔ بطور خلاصہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر معرفہ اسم خاص نہیں ہوتا جیسے "the boy" میں لڑکا معرفہ تو ہے لیکن خاص نہیں بلکہ عام ہے۔ لہذا ایک عام چیز بھی معرفہ ہو سکتی ہے یعنی مخاطب کے لیے معین و مشخص ہو سکتی ہے۔ البتہ ہر اسم خاص معرفہ ہی ہوتا ہے۔

فارسی قواعد نویسی کا آغاز عربی قواعد کے تتبع میں ہوا۔ جیسے ابتدائی قواعد خاص طور پر برصغیر کی تالیفات میں عربی کے طرز پر "کلمہ"، کو "اسم، فعل اور حرف" تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور بعض اصطلاحات میں ابہام بھی پایا جاتا تھا لیکن اب "دستور زبان" کو جدید اور علمی معیار پر نئے سے مرتب کیا گیا ہے اور اب بھی اس سلسلے میں زبان شناسی کے اصولوں کی روشنی میں تحقیق وتدوین کا عمل جاری ہے۔ اگرچہ فارسی قواعد نویسی کا آغاز بہت پہلے ہو چکا تھا لیکن دستور زبان فارسی پنج استاد اس سلسلے میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے جو تہران یونیورسٹی کے پانچ اساتذہ یعنی عبدالعظیم غریب، ملک الشعرا بہار، بدیع الزمان فروزانفر، غلام رضا رشید یاسمی اور جلال الدین ہمایی کی مشترکہ کاوشوں کا ثمر ہے۔ یہ کتاب ۱۹۲۹ ہجری شمسی (۱۹۵۰ء) میں پہلی بار شائع ہوئی اور اس کے بعد بھی متعدد بار شائع ہوتی رہی۔ اس اہم تالیف کے بعد فارسی قواعد کے حوالے سے درجنوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن یہاں طوالت سے بچنے کے لیے دستور زبان فارسی پنج استاد، ڈاکٹر طلعت بصاری کی دستور مختصر زبان فارسی اور حسن احمدی گیوی و حسن انوری دستور زبان فارسی کے حوالہ جات پر اکتفا کیا جائے گا کیوں کہ اسی سے مقصود پورا ہو جائے گا۔

دستور پنج استاد میں وضاحت کے ساتھ اسم عام و خاص اور معرفہ و نکرہ کی الگ الگ تعریفیں کی گئی ہیں جو یہاں نقل کی جاتی ہے:

> اسم عام یا (اسم جنس) که مابین افراد هم جنس مشترک است و بر هر یک از آنها دلالت کند: مرد، پسر، اسب، باغ، درخت، رخت. اسم خاص یا (اسم علم) آن است که بر فردی مخصوص و متعین دلالت کند: حسن، اسفندیار، رستم، مهرداد، تبریز، شیراز، البرز، دماوند، سهند، شبدیز، رخش.[۲۲]

اسی کتاب کے بعد کے صفحات میں معرفہ و نکرہ کو اسم کی ذیلی اقسام میں جداگانہ طور پر درج کیا گیا ہے اور تعریف میں لکھا ہے:

> اسم معرفه اسمی است که در نزد مخاطب معلوم و معهود باشد، مثلاً اگر کسی به مخاطب خود بگوید: عاقبت خانه را فروختم و دکان ها را خریدم. کتاب ها را روی میز گذاشتم. مقصود گوینده آن است: خانه ها و دکان ها و کتاب هایی که شما اطلاع دارید و می دانید و از آنها آگهی دارید. اسم نکره

اسمی را گویند کہ در نزد مخاطب معلوم و معین نیست، مانند: مردی را دیدم. دوستی شکایت نزد من آورد. کتابی نزد رفیقی داشتم، امروز آورد.... کلمات: مردی، دوستی، رفیقی...نکرہ است۔[۲۳]

ڈاکٹر طلعت بصاری نے بھی اپنی دستور زبان فارسی اور دستور مختصر زبان فارسی دونوں جگہ بہت وضاحت کے ساتھ معرفہ و نکرہ اور اسم خاص و عام کی تعریف بیان کی ہے؛ جیسا کہ دستور مختصر میں لکھتے ہیں:

اسم عام (جنس)، اسمی است کہ شامل افراد همجنس و همنوع خود باشد؛ مانند: مرد، زن، آهن، سگ، درخت. اسم خاص (علم)، اسمی است کہ بر شخص یا حیوان یا چیز و مکانی معین دلالت کنید: پرویز، شبدیز، تاقدیس، شیراز۔[۲۴]

اسم نکرہ و معرفہ کے باب میں ڈاکٹر طلعت بصاری نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے لیکن اس کی مختصر تعریف یہ ہے:

اسم نکرہ اسمی است کہ در نزد مخاطب ناشناختہ باشد. اسم نکرہ فردی نا معین از نوع و جنسی معین است؛ مانند مردی آمد، درختی کاشتم. یا[۲۵]

مصنف نے دو صفحات میں نکرہ کی علامت اور بناوٹ سے بحث کی ہے اور پھر معرفہ کی یوں تعریف کی ہے:

معرفہ اسمی است کہ در نزد مخاطب شناختہ باشد. آن کتاب نزد من است. این خانۀ حسن است. ... اسم در زبان فارسی ہر گاہ با نشانۀ نکرہ همراہ نباشد معرفہ است۔[۲۶]

اسی طرح حسن گیوی اور حسن انوری نے کی مؤلفہ دستور زبان میں بھی معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ یہی تعریف درج ہے:

اسم خاص، اسمی است بر فرد یا افرادی مخصوص و معین دلالت کند: مانند احمد، تبریز، مدیترانه:

احمد، نام مردی یا پسری است. تبریز، نام شهری معین است. مدیترانه، نام دریای معین است. در مقابل اسم خاص، اسم عام، اسمی را گویند کہ شامل همه‌ی افراد همجنس باشد؛ مانند مرد، شهر، دریا کہ شامل همه

مردان و شهرها و دریاهاست، از این قبیل است کلماتی چون کتاب، کشور، دختر، پسر، مادر و...[۲۷]

اس کتاب کے مصنفین نے ابہام سے بچنے کے لیے معرفہ و نکرہ کے بجائے فارسی اصطلاح ''شناس'' اور ''ناشناس'' کی اصطلاح استعمال کی ہے جس سے اس اصطلاحات میں مغالطے کا امکان کم ہو گیا ہے؛ جیسا کہ:

اسم از حیث آشنایی مخاطب یا خواننده با آن دو گونه است: معرفه (شناس)، نکره (ناشناس). اسم اگر نزد مخاطب یا خواننده شناخته و آشنا باشد، آن را معرفه یا شناس گویند؛ مانند: احمد و قرآن در جمله‌ی زیر: احمد قرآن می خواند. اما اگر اسم برای مخاطب یا خواننده آشنا و شناخته نباشند آن را نکره یا ناشناس گویند مانند: کتاب و مرد در جمله‌ی زیر: مردی کتابی می خواند. در جمله‌ی نخستین، خواننده یا مخاطب می داند چه کسی کتاب را می خواند؛ ولی در جمله‌ی دوم نه شخص خواننده برایش شناخته است و نه کتاب.[۲۸]

اگرچہ ان مصنفین نے شناس (معرفہ) کی مثال میں صرف اسم خاص (اسم علم) کا استعمال کیا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسم عام (اسم جنس) معرفہ کے طور پر استعمال نہیں ہو سکتا۔ مصنفین نے اس ضمن مزید وضاحت دی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

فارسی اسمائے معرفہ کی کوئی علامت نہیں ہوتی اور علامت کا نہ ہونا ہی اس کے معرفہ ہونے کی نشانی ہے۔ اس کے باوجود چھے طریقوں سے اسم معرفہ کو پہچانا جا سکتا ہے۔ (۱) تمام اسمائے خاص جیسے: شیراز، محمد (۲) صفت اشارہ کا موصوف جیسے این کتاب و آن اتاق، (۳) اسم جنس جیسے شتر بزرگتر از گاو است، (۴) مفعول جب ''را'' کے ساتھ ہو جیسے قلم را بردار، (۵) اسم معرفہ، ضمائر شخصی، مبہم، مشترک و اشارہ کا مضاف ہو، (۶) قرینہ لفظی و معنوی جیسے در باز شد۔ جب کہ اسمائے نکرہ کی تین علامتیں ہوتی ہیں۔ (۱) اسم کے آخری میں ''ی'' کا اضافہ جیسے روزی، (۲) اسم کے شروع میں ''یک'' کا اضافہ جیسے یک روز، (۳) اسم کے شروع میں ''یک'' اور آخر میں ''ی'' کا اضافہ جیسے یک جایی۔[۲۹]

واضح ہے کہ عربی اور انگریزی کی طرح فارسی میں بھی اسم معرفہ و نکرہ (شناس و ناشناس) اپنی نوعیت میں اسم خاص و عام سے الگ ہیں۔ فارسی تعریف کی رو سے تمام اسما اصل میں معرفہ ہی ہوتے ہیں۔ البتہ علامتوں کے اضافے سے ان کو نکرہ بنایا جا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ "اسم عام" معرفہ یا نکرہ دونوں ہو سکتا ہے جب کہ "اسم خاص" صرف معرفہ ہوتا ہے۔

اب آخر میں ہم اردو قواعد میں مندرج معرفہ و نکرہ کی تعریفوں کا جائزہ لیتے ہیں اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اردو تعریف میں کیا سقم اور ابہام موجود ہے اور اسے کیسے دور کا جا سکتا ہے۔ اردو قواعد کی سیکڑوں کتابیں ہیں اور سب سے استفادہ کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ اس لیے اپنے مقصد کے حصول کے لیے بہ طور نمونہ کچھ اہم ترین قواعد کا تاریخی ترتیب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

مرزا نثار علی بیگ انتخاب شدہ کتب قواعد میں سے قدیم ترین کتاب ہے۔ یہ ۱۸۶۷ میں شائع ہوئی ہے۔ انھوں نے معرفہ کو معین اور خاص شخص جب کہ نکرہ کو اسم غیر معین قرار دے کر اس معرفہ کی مثالوں میں "کتاب" شامل کر کے واضح کیا ہے کہ وہ معرفہ اور نکرہ کے حقیقی مفہوم سے واقف تھے۔ البتہ انھوں نے اسم خاص اور اسم عام کا الگ ذکر نہیں کیا ہے؛ جیسا کہ:

> جامد کی دو قسمیں ہیں: نکرہ اور معرفہ۔ نکرہ اسم غیر معین کو کہتے ہیں جو ایک جنس کے تمام افراد پر بولا جائے مثلاً لفظ انسان سے ہر آدمی سمجھا جاتا ہے اور حیوان سے تمام جہان کے جانور اسی طرح گھوڑا اور اونٹ۔ معرفہ شخص معین اور خاص چیز کو کہتے ہیں مثلاً موہن لال، خاص شخص کا نام ہے اور دہلی خاص شہر کا نام اور یہ کتاب جو سامنے موجود ہے۔[۳۰]

انتخاب شدہ دوسری کتاب مصباح القواعد ہے جو ۱۹۰۴ میں طبع ہوئی۔ ابو اللیث صدیقی کے بقول "عصر حاضر کے اکثر و بیشتر قواعد نویسوں نے فتح محمد جالندھری کی مصباح القواعد سے استفادہ کیا ہے۔"[۳۱] فتح محمد خان جالندھری نے معرفہ اور نکرہ کو اسم جامد کی ذیلی قسم قرار دے ان کو خاص اور عام سے ملا دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

> معرفہ وہ ہے جس سے خاص شخص یا چیز سمجھی جائے۔ تمھارے سامنے دلی کا نام لیا جائے تو تم اس سے خاص وہی شہر سمجھو گے جو کسی زمانہ میں ہندوستان کا دار السلطنت تھا۔ نکرہ وہ ہے جو غیر معین شے کے لیے وضع کیا گیا ہو؛ جیسے: آدمی، کتاب، ہاتھی، گھوڑا۔[۳۲]

اردو لغت نویسی کی تاریخ میں سب سے زیادہ مقبولیت مولوی عبد الحق قواعد اردو کو حاصل ہے۔ یہ پہلی بار ۱۹۱۴ میں اور اس کے بعد متعدد بار شائع ہوئی ہے۔ عبد الحق نے معرفہ و نکرہ کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ صرف اسم خاص

اور اسم عام کی تعریف دی ہے جو اپنی جگہ درست ہے۔ البتہ ابواللیث صدیقی کا ماننا ہے کہ انھوں نے اسم معرفہ و اسم نکرہ کی اصطلاح کے بجائے ''اسم خاص'' و ''اسم عام'' کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ (اس کا حوالہ آگے آئے گا۔)

> خاص: کسی خاص شخص یا شے یا مقام کا نام ہے؛ مثلاً: علاء الدین، کلکتہ، گنگا۔ عام: وہ اسم ہے جو ایک قسم کے تمام افراد کے لئے فرداً فرداً استعمال ہو سکے؛ جیسے: آدمی، گھوڑا، درخت، کتاب۔[۳۳]

قواعد نویسی کے سلسلے کی ایک اہم تالیف قاضی زین العابدین کی آئین اردو ہے جو پہلی بار ۱۹۲۶ میں زیر شائع ہوئی۔ مصنف نے اگرچہ اسم معرفہ و نکرہ کا الگ سے عنوان قائم نہیں کیا، البتہ انھوں نے اسم خاص و اسم عام کے تحت حاشیے میں وضاحت دی ہے کہ اسم خاص کو معرفہ اور اسم عام کو نکرہ بھی کہا جاتا ہے۔ انھوں نے اسم خاص و اسم عام کی درج ذیل تعریف کی ہے:

> اسم خاص: ایسا نام جس سے خاص شخص یا خاص چیز اکیلی سمجھی جائے، یہ ضرور نہیں کہ یہ اس شخص کا ابتدائی ہی نام ہو بلکہ ہر ایسا نام جو کسی خدمت یا عزت یا منصب یا قابلیت یا صفت یا محبت یا حقارت یا اختصار یا نسبت یا تعلق یا لگاؤ کی وجہ سے رکھا جائے وہ اسم خاص ہو گا۔۔۔۔ اسم عام: ایسا نام جو کسی شخص یا چیز یا شخصوں یا چیزوں کے لیے خاص تو نہ ہو لیکن ایک قسم کی چیزوں یا شخصوں کی ہر ایک فرد پر الگ الگ صادق آئے یعنی قسم کے لیے تو خاص ہو مگر اس قسم کی تمام فردوں کے لیے عام ہو۔[۳۴]

قواعد اردو مؤلفہ پروفیسر فدا علی خان بھی اردو قواعد کی ایک اہم کتاب ہے۔ اگرچہ مؤلف نے اپنی وفات یعنی ۱۹۳۸ سے قبل اس کا مسودہ تیار کیا تھا لیکن ان کی زندگی میں شائع نہیں ہو پائی تھی لہذا اس کتاب کو بعد میں محمد عبد السلام نے تتمہ و تکملہ کے بعد مرتب کر کے ۱۹۹۵ میں پٹنہ سے شائع کیا ہے۔ مؤلف نے اسم جامد کی ذیلی اقسام میں معرفہ و نکرہ کے عنوان کے تحت اسم عام و اسم خاص کی تعریف بیان کی ہے:

> نکرہ وہ اسم ہے جو ایک قسم کی چیز پر صادق آئے جیسے آدمی، شہر، ندی وغیرہ، اور معرفہ جو کسی خاص شخص یا خاص چیز پر صادق آئے جیسے: احمد، دہلی، گنگا، یہ، وہ وغیرہ۔[۳۵]

منشی امام الدین کی کتاب تقویم القواعد بھی اہم قواعد میں سے ہے جو ۱۹۴۸ میں شائع ہوئی ہے۔ انھوں نے معنوں کی رو سے اسم کو معرفہ اور نکرہ میں تقسیم کیا اور پھر انہی عنوانات کے تحت اسم خاص و اسم عام کی جیسی تعریف بیان کر دی ہے:

اسم نکرہ: اسم نکرہ اس اسم کو کہتے ہیں جو اس جنس کی ہر ایک چیز کے لئے بولا جا سکے۔ گویا یہ اسم عام ہوتا ہے؛ مثلاً قلم، دوات، کاغذ، لڑکا، اونٹ وغیرہ۔ اسم معرفہ: اسم معرفہ وہ اسم ہے جو اس جنس کی چیزوں میں سے ایک کے لیے بولا جائے؛ مثلاً بشیر، نذیر، راوی، جہلم، لاہور، دہلی وغیرہ۔ پس یہ اسم خاص ہوتا ہے بر خلاف اسم عام کے۔[۳۶]

بلا شبہ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی کا شمار اردو قواعد شناسوں میں بہت بلند ہے۔ ان کی کتاب جامع القواعد حصہ صرف ۱۹۷۱ میں شائع ہوئی ہے۔ انھوں نے قواعد نویسوں کا حوالہ دے کر اسم عام و اسم خاص کو ہی اسم معرفہ و نکرہ کا مترادف قرار دیا ہے؛ لکھتے ہیں:

اسم کی دو قسمیں ہیں جن کو قواعد نویسوں نے اسم جامد کی قسمیں بتایا ہے: اسم عام، اسم خاص۔ اسم عام کے لیے نکرہ اور اسم خاص کے لیے معرفہ کی اصطلاحیں بھی استعمال کی گئی ہیں۔[۳۷]

حاشیے میں انھوں نے مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مولوی عبد الحق جیسے بعد کے قواعد نویسوں نے معرفہ و نکرہ کی اصطلاح کے بجائے اسم خاص و اسم عام کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اس رائے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی دیگر اکثر مصنفین کی طرح اسم خاص و اسم عام کو ہی معرفہ و نکرہ سمجھتے ہیں؛ جیسا کہ:

یہ دونوں اصطلاحیں انگریزی کے "Proper Noun" اور "Common Noun" سے ترجمہ کی گئی ہیں اور بعد کے قواعد نویسوں مثلاً (عبد الحق، قواعد اردو، ص ۵۵) نے استعمال کی ہیں۔ ان سے پہلے عام طور پر معرفہ اور نکرہ کی اصطلاحیں رائج تھیں۔[۳۸]

عصمت جاوید کی نئی اردو قواعد ۱۹۸۱ میں منظر عام پر آئی ہے۔ اس کتاب میں اسم معرفہ و نکرہ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے البتہ اسم عام و خاص کی جو تعریف کی ہے وہ اپنی جگہ درست ہے:

خارجی شے یا مخلوق کے مشترکہ تصور کو ظاہر کرنے والا اسم ''اسم عام'' کہلاتا ہے؛ جیسے: کتا، بلی، کاغذ وغیرہ۔ خاص لوگ، شہروں وغیرہ کی طرف اشارہ کرنے والے اسما قواعد میں ''اسم خاص'' کہلاتے ہیں؛ جیسے: احمد اسم خاص ہے اور لڑکا اسم عام۔[۳۹]

شوکت سبزواری کی اردو قواعد اگرچہ نامکمل ہے لیکن اپنی نوعیت میں دیگر تمام کتب قواعد سے کچھ حد تک مختلف ہے۔ یہ کتاب ان کی وفات کے بعد سید قدرت نقوی نے حواشی کے ساتھ ۱۹۸۲ میں شائع کی ہے۔ یہ واحد کتاب لغت ہے جس میں مؤلف نے صراحت کے ساتھ اسم معرفہ کو اسم خاص سے اور اسم نکرہ کو اسم عام سے الگ قرار دیا ہے۔ انھوں نے اسم کو ''مطلق'' اور ''مانع'' کے عنوان سے دو اقسام میں تقسیم کیا ہے اور اسما کو مانع کے اور

ضمائر کو مطلق کے ذیل میں رکھا ہے۔اس کے بعد افراد، معنی اور ساخت کے اعتبار سے اسم مانع کی مزید تقسیم بندی کی گئی ہے اور اسم خاص و اسم عام کو افراد کی بنا پر کی گئی تقسیم بندی کا حصہ بنایا گیا ہے۔ان کی بیان کردہ تعریف یہ ہے:

> خاص شخص، چیز یا جگہ کا نام سننے والے کی اس چیز یا جگہ کی رہنمائی کرے 'اسم خاص' ہے؛ جیسے: آدم، نوح، راوی، ہندوکش (مثالیں کم کی گئی ہیں۔)اسم خاص ترجمہ ہے "Proper Noun" کا۔ عربی میں علم کہتے ہیں۔ بعض قواعد نویسوں نے اسم معرفہ لکھا ہے جو درست نہیں۔اسم عام" وہ اسم ہے جو بے شمار افراد و اشیا پر یکساں طور سے بولا جائے اور باری باری سب پر صادق آئے؛ جیسے گھر، گھوڑا، پگڑی، ٹوپی، ندی، دریا، باغ، پھول، پھل، عقل (مثالیں کم کی گئی ہیں۔)اسم عام انگریزی "Common Noun" کا لفظی ترجمہ ہے۔ عربی میں 'اسم عام' کہیں گے۔ بعض قواعد نویسوں نے نکرہ لکھا ہے لیکن اسم عام اور اسم نکرہ میں فرق ہے۔[۴۰]

شفیع احمد صدیقی کی کتاب اردو زبان و قواعد دو حصوں میں بالترتیب ۱۹۹۱ اور ۱۹۹۶ میں شائع ہوئی ہے۔انھوں نے معرفہ اور نکرہ کو اسم جامد کی قسم قرار دیا ہے اور ''معرفہ'' کے سامنے قوسین میں ''خاص'' اور ''نکرہ'' کے سامنے ''عام'' بھی لکھا ہوا ہے لہذا ظاہر ہے کہ وہ بھی ان اصطلاحات میں مغالطے کا شکار ہیں:

> اسم معرفہ: اسم معرفہ کو اسم خاص بھی کہتے ہیں۔یعنی وہ اسم جس سے کسی خاص شخص، جگہ یا کسی خاص چیز کا نام سمجھا جائے؛ مثلاً: اسلم، دہلی، چاندنی چوک، قطب مینار وغیرہ۔ اسم نکرہ: اس کو اسم عام بھی کہتے ہیں وہ اسم جس سے کسی خاص شخص، چیز، یا جگہ کا علم نہ ہو بلکہ وہ عام ہو جیسے: لڑکا، کتا، مکان، کتاب وغیرہ۔[۴۱]

بعد کے قواعد نویسوں خاص کر ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ نے بھی اسم خاص اور اسم عام کو اسم معرفہ اور اسم نکرہ کا مترادف قرار دیا ہے اور دونوں کو معنی کے لحاظ سے اسم کی پانچ اقسام میں سے قرار دیا ہے:

> اسم خاص یا معرفہ: وہ اسم ہے کہ جو کسی شناختہ شدہ چیز یا انسان پر دلالت کرے؛ جیسے افتخار عارف، فیصل مسجد۔اسم عام یا نکرہ: وہ اسم ہے جو کسی ایسی چیز پر جو ناشناختہ ہو دلالت کرے؛ جیسے عورت، گھوڑا، مرغی۔[۴۲]

اسم معرفہ اور اسم نکرہ کی اردو تعریف کے تعین کے لیے راقم نے اردو کی جن معتبر اور معروف قواعد نگاروں کے کاموں سے درج تعاریف نقل کی ہیں ان کو پانچ گروہ میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱) گروہ اول: معرفہ اور نکرہ کی اصطلاح استعمال کرتا ہے لیکن ان اصطلاحات کی جو تعریف پیش کرتے ہیں وہ دراصل معرفہ اور نکرہ کے بجائے اسم خاص اور اسم عام کی تعریف ہے۔اس گروہ میں فتح محمد خان جالندھری، فدا علی خان بہادر اور منشی امام الدین شامل ہیں۔

۲) گروہ دوم: یہ گروہ اسم معرفہ اور اسم نکرہ کی اصطلاح کے بجائے اسم عام اور اسم خاص کی اصطلاح استعمال کرتا ہے اور جو تعریف بیان کی گئی ہے وہ قائم کردہ عنوان کے تحت درست ہے جب کہ اسم معرفہ اور نکرہ کا ذکر نہیں کرتا۔اس گروہ میں مولوی عبدالحق اور عصمت جاوید شامل ہیں۔

۳) گروہ سوم: یہ گروہ اسم خاص کو اسم معرفہ اور اسم نکرہ کو اسم عام کا مترادف قرار دیتا ہے اور تعریف یا حاشیے میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اسم عام کو نکرہ اور اسم خاص کو معرفہ کہا جاتا ہے۔

۴) گروہ چہارم: یہ گروہ اسم خاص کے ساتھ معرفہ اور اسم عام کے ساتھ نکرہ کا عنوان قائم کرتا ہے البتہ تعریف وہی اسم خاص اور اسم عام والی ہے۔اس گروہ میں ابواللیث صدیقی اور محمد زین العابدین شامل ہیں۔

۵) گروہ پنجم: یہ گروہ اسم معرفہ اور نکرہ کے حوالے سے درست موقف کے حامل ہے۔اس گروہ میں مرزا نثار علی بیگ اور شوکت سبزواری شامل ہیں۔مرزا نثار بیگ نے اگرچہ اسم عام اور خاص کی اصطلاح استعمال نہیں کی ہے لیکن اسم معرفہ کی مثالوں میں ''وہ کتاب'' کا ذکر کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ اسم معرفہ کو خاص نہیں سمجھتے تھے۔جب کہ شوکت سبزواری نے انگریزی اصطلاحات کا حوالہ دے کر یہ واضح کیا کہ اسم معرفہ کو اسم خاص اور نکرہ کو اسم خاص کہنا درست نہیں ہے۔البتہ انھوں نے اسم خاص و عام کے عنوانات کا الگ سے ذکر نہیں کیا ہے۔ممکن ہے موت نے ان کو اپنا منصوبہ مکمل کرنے کا موقع نہیں دیا ہو گا۔

اس بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اردو میں اکثر اسم معرفہ و نکرہ اور اسم عام و خاص درست طریقے سے سمجھا نہیں گیا ہے اور ان اصطلاحات کی تعریف میں ابہام اور سقم موجود ہے۔اردو میں ان اصطلاحات کی غلط تعریف کے سبب ہمارے طلبہ انگریزی کے معرفہ (Definite) اور نکرہ (Indefinite) کی علامتوں یعنی "the" اور "a and an" کے استعمال میں شدید اُلجھاؤ کا شکار رہتے ہیں۔اس ابہام کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عربی، فارسی اور انگریزی اصطلاحات کی روشنی میں اردو کی دی گئی ان اصطلاحات کی تعریفوں کو نئے سرے سے مرتب کیا جائے۔اس سلسلے میں راقم یہ اصطلاحات اور تعریف تجویز کرتا ہے:

اسم مخاطب سے آشنا ہونے کے لحاظ سے دو قسم کا ہے:

اسم نکرہ یاناشناختہ: اسم اگر مخاطب کے لیے شناختہ یا آشنا نہ ہو تو وہ نکرہ یاناشناختہ کہلاتا ہے۔ جیسے کوئی لڑکا، ایک عورت، کوئی کتاب، کسی شہر میں۔ ان مثالوں میں لڑکا، عورت، کتاب اور شہر نکرہ ہے کیوں کہ مخاطب ان کو نہیں جانتا۔ اس کو فارسی اور عربی اسم نکرہ (ناشناس) اور انگریزی کے "Indifinte" کہتے ہیں۔

اسم معرفہ یاشناختہ: اسم اگر مخاطب کے لیے شناختہ یا آشنا ہو تو وہ اسم معرفہ یاشناختہ کہلاتا ہے۔ جیسے احمد، کراچی، کتاب، قلم، شہر وغیرہ۔ اس کو فارسی اور عربی میں بھی اسم معرفہ (شناس) اور انگریزی میں "Definite" کہتے ہیں۔

اس تعریف کی مزید وضاحت کے لیے اس عبارت میں بولڈ اور خط کشیدہ الفاظ پر غور کریں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اسی کرہ ارض پر ایک ایسا ملک آباد تھا جہاں باتیں بہت زیادہ ہوتی تھیں
اور کام بہت کم۔ پرانے زمانے میں جس طرح باقی سب ملکوں میں ایک ایک بادشاہ ہوا کرتا تھا،
اس ملک میں بھی ایک بادشاہ حکمران تھا۔ رعایا کو بادشاہ ایک آنکھ نہ بھاتا۔[۴۳]

درج بالا عبارت میں موجود تمام اسما کو بولڈ یا انڈر لائن کر کے نمایاں کیا گیا ہے۔ بولڈ اسما ''نکرہ'' ہیں جب کہ خط کشیدہ اسما ''معرفہ'' ہیں۔ اصول یہ ہے کہ تمام اسما اپنی ذات میں معرفہ ہوتے ہیں کیوں کہ جب کسی شے کا نام لیا جاتا ہے تو ہم اس شے کو بطور کل تمام دیگر اشیا میں سے پہچان لیتے ہیں۔ جیسے اگر کہا جائے ''میں کتاب پڑھتا ہوں'' تو مخاطب سمجھ جاتا ہے کہ میں کیا چیز پڑھتا ہوں۔ اردو اور فارسی میں ''معرفہ'' کی عام طور پر کوئی علامت نہیں ہوتی۔ البتہ اردو میں اسم سے پہلے ''ایک'' اور ''کوئی'' آجائے تو وہ اسم نکرہ ہوتا ہے جیسا کہ اوپر کی عبارت میں ''ایک دفعہ''، ''ایک ایسا ملک'' اور ''ایک بادشاہ'' نکرہ ہیں کیوں کہ ان الفاظ سے قبل علامت نکرہ ''ایک'' موجود ہے جب کہ دیگر تمام خط کشیدہ الفاظ معرفہ ہیں۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایک اگر تعداد کو ظاہر کرے تو وہ نکرہ کی علامت نہیں ہے۔ اسی لیے ایک ایک بادشاہ میں اور ایک آنکھ کی ترکیب میں موجود بادشاہ اور آنکھ معرفہ ہیں۔ ''ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا'' میں بادشاہ نکرہ ہے کیوں کہ مخاطب ابھی اس سے اب تک آشنا نہیں تھا اور اگلے جملے میں بادشاہ معرفہ بن چکا ہے کیوں کہ پہلے والے جملے میں مخاطب اس سے آشنا ہو چکا ہے۔ انگریزی میں اسم معرفہ سے پہلے "the" اور اسم نکرہ سے پہلے "a, an" جیسی علامتوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔

اسم کو عمومیت و خصوصیت کے اعتبار سے بھی دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے: اسم عام و اسم خاص۔ یہ اقسام وہی ہیں جن کو اردو قواعد نویسوں نے کبھی اسم اصلی، کبھی اسم جامد یا معنی کے ذیل میں بیان کیا ہے۔

اسم عام: وہ اسم جو کسی قسم، نوع یا جنس کے تمام افراد یا اشخاص پر دلالت کرے؛ جیسے لڑکا، بادشاہ، شہر، کتاب وغیرہ۔ اسم معرفہ اور نکرہ دونوں اسم عام ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر کی عبارت میں موجود تمام

اسمائے نکرہ و معرفہ ''اسم عام'' ہیں۔ اسم عام کو عربی میں اسم جنس، فارسی میں اسم عام (اسم جنس) اور انگریزی میں "Common Noun" کہتے ہیں۔

اسم خاص: وہ اسم ہے جو خاص شخص، چیز یا جگہ پر دلالت کرے؛ جیسے علی، شاہ جہان، کراچی، بانگ درا۔ اسم خاص کو عربی میں علم، فارسی میں اسم خاص اور انگریزی میں "Proper Noun" کہتے ہیں۔

ان دلائل و مباحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اردو میں اسم معرفہ و نکرہ کی غلط تعریف کی گئی ہے عام طور پر اسم خاص و اسم عام سے مغالطہ ہوا ہے۔ اگرچہ اردو اصطلاحات عربی سے ماخوذ ہیں لیکن عربی میں معرفہ و نکرہ کی واضح تعریف موجود ہونے کے باوجود اردو میں مبہم تعریف کا رواج پانا تعجب کی بات ہے۔ دیگر زبانوں میں بھی یہ اصطلاحات واضح ہیں۔ لہٰذا اردو اصطلاح کی تجدید نظر کی ضرورت ہے جس کے حوالے سے راقم نے اپنی کم علمی کے باوجود ایک قابل قبول تعریف متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ اردو قواعد میں اس قبیل کے بہت سارے ابہامات موجود ہیں جن کو دور کرنے کے لیے لسانی ماہرین کو غور و خوض کرنے کی ضرورت ہے اور اردو قواعد کی تشکیل نو کے منصوبے پر کام کرنے اور جامعات میں باقاعدہ طور پر اردو قواعد کی تدریس کے اقدامات اٹھائے جانے کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ ابواللیث صدیقی، جامع القواعد، (لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء) ص ۱۳۷

۲۔ معین الدین عقیل، اردو کی اولین قواعد، مشمولہ: ماہ نامہ، 'اخبار اردو'، جلد ۳۱، شمارہ ۶-۷، (اسلام آباد، ادارہ فروغ قومی زبان، جون جولائی ۲۰۱۳)، ص ۲۵ (https://nlpd.gov.pk/junejuly2013.php?p=2) (۱۳ دسمبر ۲۰۲۳)

۳۔ ابواللیث صدیقی، جامع القواعد (حصہ صرف)، (لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء)، ص ۱۷۰

۴۔ مولوی عبدالحق، مقدمہ، مشمولہ، دریائے لطافت، میر انشاء اللہ خان انشاء، (نئی دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، اشاعت دوم، ۱۹۸۸ء)، ص ۱۵ (ریختہ ویبسائٹ، ۱۴ دسمبر، ۲۰۲۳)

۵۔ ڈاکٹر ظفر احمد، اردو قواعد نویسی کا آغاز و ارتقاء، مشمولہ: مجلہ، 'زبان و ادب'، شمارہ ۲۳، (فیصل آباد، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، ۲۰۱۸ء)، ص ۹۹

۶۔ رک: ابو سلمان شاہ جہانپوری، کتابیات قواعد اردو، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵)

۷۔ عفت راحت، نردبان اردو، ورک بک ۳ (کراچی: آکسفرڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۱۷) ص ۱۲

۸۔ عبدالرحمن محمد بن ابی سعیدالأنباري أبوالبركات، أسرار العربیة، دار الأرقم بن ابی ارقم، (بیروت: الطبعة الأولی ۱۹۹۹م) ص ۲۴۱ ترجمہ: اگر یہ کہا جائے: ''نکرہ'' اور ''معرفہ'' کی تعریف کیا ہے تو کہا جاتا ہے: ''نکرہ'' تعریف وہ ہے جس میں اس کی قسم کے کسی معین فرد کا حوالہ نہ دیا جائے، جیسے ''رجلٌ'' (ایک آدمی)، فرسٌ، (ایک گھوڑا)، دارٌ (ایک مکان)'' اور اسی طرح ''معرفہ'' کی تعریف وہ ہے جو کسی شخص کے لیے مخصوص ہو۔ [نکرہ اور معرفہ میں فرق] اگر یہ کہا جائے کہ: نکرہ کو معرفہ سے کیا چیز الگ کرتی ہے؟ تو کہا گیا: دو چیزوں کے ساتھ: ان میں سے ایک: الف اور لام کا داخل ہونا؛ جیسے: ''الفرس

(مخصوص یا معین گھوڑا)، الغلام (مخصوص یا معین لڑکا)''، اور دوسرا اس پر ''رب'' کا داخل ہونا؛ مثال کے طور پر: ''رب فرس و غلام (گھوڑے کا مالک یا لڑکے کا مالک''، وغیرہ۔

۹۔ محمد علی السراج، اللباب في قواعد اللغة وآلات الأدب النحو والصرف والبلاغة والعروض واللغة والمثل، دار الفکر، (دمشق: الطبعة: الأولى، ۱۹۸۳م)، ص ۱۷؛ ترجمہ: نکرہ: جس سے کسی معین شے کا ادراک ہو جیسے کوئی یا ایک انسان یا ایک قلم، اور یہ "ال" کو قبول کرتا ہے۔ معرفہ: جو اس کے علاوہ ہو۔"

۱۰۔ حسین التاج آبادی (التحقیق)، جامعة المقدمات المعاصرة فی النحو (کتاب الهدایة)، (موسسة المعارف الاسلامیة، ۱۴۲۰ق) ص ۲۳۴؛ ترجمہ: معرفہ وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے اور نکرہ وہ اسم ہے جو کسی غیر معین چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ جیسے: ایک آدمی اور ایک گھوڑا۔

۱۱۔ سعید الافغانی، الموجز فی قواعد اللغة العربیة، دار الفکر الطباعة والنشر والتوزیع، (بیروت لبنان، ۲۰۰۳) ص ۱۰۱ ؛ ترجمہ: ہر وہ نام جو اپنی نوعیت کے کسی معین رکن پر دلالت کرے وہ معرفہ ہے، جیسے: أنت، وخالد، وبیروت، وهذا، والأمیر، وشقیقي (یعنی تم، خالد، بیروت، یہ، معین و مخصوص امیر، میرا بھائی) اور جو نام اپنی جنس کے کسی مخصوص رکن کی نشان دہی نہ کرے، وہ نکرہ ہے، جیسے: رجل، وبلد، وأمیر، وشقیق (ایک آدمی، ایک ملک، ایک شہزادہ، ایک بھائی)"

۱۲۔ عبدالستار خان، عربی کا معلم (حصہ اول)، (کراچی: دارالاشاعت، ۲۰۰۶) ص ۱۷-۱۸

۱۳۔ مولانا عبدالستار خان، Arabic Tutor ، جلد اول (کراچی: دارالاشاعت) ص ۳۲

۱۴۔ محمد بن علی التھانوی، موسوعة کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم (جزء الثانی)، (بیروت: الترجمة الأجنبية: د. جورج زيناني، مکتبة لبنان ناشرون، الطبعة: الأولى ۱۹۹۶م) ص ۱۲۱۵؛ ترجمہ: اسم علم (انگریزی میں Proper Noun): ع اور ل فتحہ کے ساتھ ماہرین قواعد کے نزدیک معرفہ کی ایک قسم ہے، اور یہ ایسی خاص چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو جہاں اس کے ساتھ اور شامل نہ ہو۔ لہذا ان کے مطابق کسی خاص چیز یا مخصوص چیز یعنی وہ چیز ذاتی طور سے معین ہو، جیسا کہ زید۔ یا وہ جنس ہو، تو وہ اسم علم جنسی ہوتا ہے، اور علم جنسی اور ذہنی کی مثال اسامہ (شیر) ہے۔

۱۵۔ ______، موسوعة کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم (جزء اول)، ص ۱۹۱؛ ترجمہ: ماہرین عربی قواعد کے مطابق یہ وہ اسم ہے جو ہر مرکب چیز اور اس میں بدل اور شمولیت کے ذریعے شامل ہونے والا اسم ذات ہے؛ جیسے صرد (اُلو) یا صفت جیسے ہدی۔ اس جامد اور مشتق دونوں شامل ہے۔ اور اسمائے عدد بھی اسی میں سے ہیں۔ اور اس کا دائرہ نکرہ سے بڑا ہوتا ہے، کیوں کہ اس میں نکرہ جیسے رجل اور معرفہ جیسے الرجل دونوں ہو سکتا ہے۔

۱۶۔ https://dictionary.cambridge.org/grammar/british-grammar/a-an-and-the، (۱۶ دسمبر، ۲۰۲۳)

۱۷۔ ایچ ایس اعظم، A Practical English Grammar and Composition، (کراچی: غضنفر اکیڈمی پاکستان، ۲۰۰۵)، ص ۱۶۱

۱۸۔ https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/proper-noun، (۱۶ دسمبر، ۲۰۲۳)

۱۹۔ https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/common-noun، (۱۶ دسمبر، ۲۰۲۳)

۲۰۔ ایچ ایس اعظم، ص ۲۵

۲۱۔ ایضاً، ص ۳۰

۲۲۔ عبدالعظیم قریب و دیگران، دستور زبان فارسی، جلد اول، کتابفروشی مرکزی، تہران، ۱۳۶۳ھ ش، ص ۲۰-۲۱ ترجمہ: اسم عام یا (اسم جنس) جو ہم جنس افراد کے بیچ مشترک ہوتا ہے اور ان میں سے ہر ایک پر دلالت کرتا ہے؛ جیسے: آدمی (مرد)، لڑکا (پسر)، گھوڑا (اسب)، باغ، درخت، لباس (رخت).
اسم خاص یا (اسم علم) وہ ہے جو ایک مخصوص و متعین فرد پر دلالت کرے؛ جیسے: حسن، اسفندیار، رستم، مھرداد، تبریز، شیراز، البرز، دماوند، سھند، شبدیز، رخش۔

۲۳۔ عبدالعظیم قریب و دیگران، دستور زبان فارسی، ص ۲۳ ترجمہ: اسم معرفہ وہ اسم ہے جو مخاطب کے لیے معلوم و معین ہو، مثلاً اگر کوئی مخاطب سے یہ کہے کہ بالاخر میں نے گھر بیچ دیا اور دکانیں خرید لیں۔ کتابیں میز پر رکھ دیں، تو بولنے والے کی مراد ہے: وہ (خانہ) گھر، (دکان ہا) دکانیں اور (کتاب ہا) کتابیں جن کے بارے میں آپ اطلاع رکھتے ہیں، جانتے اور آگاہی رکھتے ہیں۔ اسم نکرہ اس اسم کو کہتے ہیں جو مخاطب کے لیے معلوم و معین نہ ہو؛ جیسے کسی آدمی کو

دیکھا۔ کسی دوست نے مجھ سے شکایت کی۔ میری ایک کتاب ایک دوست کے پاس تھی، وہ آج لے آیا، ان میں ایک آدمی (مردی)، ایک دوست (دوستی)، ایک کتاب (کتابی) اور ایک دوست (رفیقی) نکرہ ہیں۔

۲۴۔ طلعت بصّاری، دستور مختصر زبان فارسی، (کتابخانہ طہوری، ۱۳۸۶ش) ص ۱۱؛ ترجمہ: اسم عام (جنس) وہ اسم ہے جس میں سارے ہم نوع اور ہم جنس افراد شامل ہوں؛ جیسے آدمی، عورت، لوہا، کتا، درخت۔ اسم خاص (علم) وہ اسم ہے جو معین شخص، حیوان، چیز یا مکان پر دلالت کرے؛ جیسے پرویز، شبدیز، تاقدیس، شیراز۔

۲۵۔ ______، دستور مختصر زبان فارسی، ص ۱۲؛ ترجمہ: نکرہ وہ اسم ہے جو مخاطب کے لیے ناشناختہ ہو۔ اسم نکرہ نوع کے لحاظ سے غیر معین اور جنس کے لحاظ سے معین ہے؛ جیسے ایک آدمی آیا، میں نے ایک درخت اگایا۔

۲۶۔ ______، دستور مختصر زبان فارسی، ص۱۶؛ ترجمہ: معرفہ وہ اسم ہے جو مخاطب کے لیے شناختہ شدہ ہو۔ وہ کتاب میرے پاس ہے۔ یہ حسن کا گھر ہے۔---فارسی میں اسم اگر علامت نکرہ کے ساتھ نہ ہو تو وہ معرفہ ہوتا ہے۔

۲۷۔ حسن احمدی گیوی، حسن انوری، دستور زبان فارسی ۱، (انتشارات فاطمی، تہران، ویرایش چہارم، ۱۳۹۰ش) ص ۶۳؛ ترجمہ: اسم خاص، وہ اسم ہے جو کسی مخصوص فرد یا افراد پر دلالت کرے؛ مثلاً احمد، تبریز، مدیترانہ (بحیرۂ روم): احمد کسی آدمی یا لڑکے کا نام ہے۔ تبریز ایک معین شہر کا نام ہے۔ مدیترانہ ایک معین بحیرہ کا نام ہے۔ اسم خاص کے برعکس اسم عام وہ اسم ہے جو ایک ہی نوع یا جنس کے تمام افراد پر دلالت کرے؛ جیسے: آدمی (مرد)، شہر، سمندر (دریا) جو تمام مردوں، شہروں اور دریاؤں کے لیے مشترک ہے۔ اسی طرح کتاب، کشور، دختر، پسر، مادر جیسے الفاظ۔

۲۸۔ ایضاً، ص ۶۴ و ۶۵؛ اسم مخاطب یا قاری کے لیے آشنا ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے دو قسم کا ہے: معرفہ (شناس)، نکرہ (ناشناس)۔ اسم اگر مخاطب کے لیے آشنا اور شناختہ شدہ ہو تو اسے معرفہ یا شناس کہتے ہیں؛ جیسے: احمد اور قرآن اس جملے میں: احمد قرآن می خواند (یعنی احمد قرآن پڑھتا ہے۔) اور اگر اسم مخاطب یا قاری کے لیے آشنا اور شناختہ شدہ نہ ہو تو اس کو نکرہ یا ناشناس کہا جاتا ہے؛ جیسے: کتاب اور مرد اس جملے میں: مردی کتابی می خواند (یعنی: ایک آدمی کوئی کتاب پڑھ رہا ہے۔)۔ پہلے والے جملے میں قاری یا مخاطب جانتا ہے کہ کون کتاب پڑھ رہا ہے لیکن دوسرے جملے میں نہ کتاب پڑھنے والا اس کے لیے شناختہ شدہ ہے اور نہ کتاب۔

۲۹۔ ایضاً، ص ۶۵-۶۶

۳۰۔ مرزا نثار علی بیگ، رسالۂ قواعد اردو (حصہ اول) (لکھنؤ: منشی نول کشور، ۱۸۶۷ء) ص ۲۔۳ (ریختہ ویب سائٹ ۷ا دسمبر، ۲۰۲۳)

۳۱۔ ابواللیث صدیقی، جامع القواعد، ص ۱۸۰

۳۲۔ فتح محمد خان جالندھری، مصباح القواعد، (لاہور: میسرز عطر چند کپور اینڈ سنز، ۱۹۲۹) ص ۱۲۴

۳۳۔ مولوی عبدالحق، قواعد اردو (کراچی: انجمن ترقی اردو، پاکستان، ۲۰۱۷ء) ص ۴۹

۳۴۔ مولوی محمد زین العابدین، آئین اردو، (میرٹھ: نامی بک ڈپو، ۱۹۲۶) ص ۳۷۔۳۸ (ریختہ ویب سائٹ: ۱۹ دسمبر، ۲۰۲۳)

۳۵۔ پروفیسر فدا علی خان بہادر، قواعد اردو (پٹنہ: خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۵) ص ۸۲ (ریختہ ویب سائٹ: ۷ا دسمبر، ۲۰۲۳)

۳۶۔ منشی امام الدین، تقویم القواعد (لاہور: اردو مرکز لاہور، ۱۹۴۸) ص ۴۱-۴۲

۳۷۔ ابواللیث صدیقی، جامع القواعد (حصہ صرف)، ص ۲۵۳

۳۸۔ ایضاً

۳۹۔ عصمت جاوید، نئی اردو قواعد (نئی دہلی: ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۱) ص ۴۳ (ریختہ ویب سائٹ ۷ا دسمبر، ۲۰۲۳)

۴۰۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری، اردو قواعد (کراچی: مکتبہ اسلوب، ۱۹۸۲) ص ۱۱۔۱۲۔۱۳

۴۱۔ شفیع احمد صدیقی، اردو زبان و قواعد، حصہ اول (دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۹۸) ص ۱۶ (ریختہ ویب سائٹ، ۷ا دسمبر، ۲۰۲۳)

۴۲۔ ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ، بنیادی اردو قواعد (اسلام آباد: قومی مقتدرہ زبان) ص ۲۵

۴۳۔ یک تھا بادشاہ، عزیز نہ سن، ترکی زبان سے ترجمہ: کرنل (ر) مسعود اختر شیخ،

ttps://nlpd.gov.pk/uakhbareurdu/august2012/Aug_iv.html (۱۹ دسمبر، ۲۰۲۳)

Abstract

Urdu grammar, heavily influenced by Arabic grammar, adopts a multitude of terminologies from Arabic. Despite numerous grammar books, persistent confusion exists in the Urdu definitions of key terms, notably "Ma'rifah" and "Nakrah." The confusion arises from the misinterpretation of these terms in relation to Proper Noun (Ism-e_Khas) and Common Noun (Ism-e-Aam) by grammarians. Early scholars employed "Ism-e-Ma'rifah" and "Ism-e-Nakrah," later replaced by "Ism-e-Khaas" and "Ism-e-Aam." Unfortunately, most definitions provided by grammarians are inaccurate, with only a select few offering precise explanations. This article undertakes a comparative analysis of definitions in Arabic, English, and Persian grammar, contrasting them with Urdu interpretations to underscore discrepancies. The primary objective is to establish a comprehensive and scientifically accurate definition for "Ma'rifah" and "Nakrah." Additionally, the article delves into the interchangeable use of "Ism-e-Khaas" and "Ism-e-Aam" by Urdu grammarians, contributing to the broader discourse on these terms. This research not only addresses the specific goal of rectifying the definitions of "Ma'rifah" and "Nakrah" but also significantly contributes to the clarification of terminology within the realm of Urdu grammar writing.

Keywords: Ma'rifah and Nakrah, Ism-e-Aam and Khaas, Comparative Grammar, Urdu Grammar, Grammar Writing